التقریظ والانتقاد

مسئلہ تعدد ازدواج

از سعید احمد اکبر آبادی

مرتبہ مولانا شاہ محمد جعفر ندوی پھلواروی۔ تقطیع خورد ضخامت ۱۸۱ صفحات۔ کتابت و طباعت بہتر۔ قیمت درج نہیں۔ پتہ ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور۔

آجکل تمام عالم اسلام میں تعدد ازدواج کا مسئلہ بحث و نظر کا موضوع بنا ہوا ہے لیکن پاکستان میں خصوصاً اس مسئلے نے پچھلے دنوں بڑی اہمیت حاصل کرلی تھی۔ اس سلسلے میں ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ پاکستان کی تحریک پر پہلے مولانا شاہ محمد جعفر صاحب ندوی نے ایک مبسوط مقالہ لکھا۔ اس کو علماء اور فضلاء کے ایک منتخب مجمع میں پڑھ کر سنایا اور پھر ماہنامہ ثقافت میں شائع کردیا گیا۔ اس کے بعد موصوف نے دو اور مضمون لکھے جو اسی موضوع کے بعض دوسرے گوشوں سے متعلق تھے۔ پھر اس بحث میں ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم اور آنریبل جسٹس عبدالرشید نے بھی حصہ لیا اور مقالات لکھے۔ ان حضرات کے علاوہ مولانا عبدالسلام ندوی مرحوم نے بھی "تعددِ ازدواج کی تاریخی سرگذشت" کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا تھا۔ زیرتبصرہ کتاب میں یہ تمام مقالات یکجا کردیئے گئے ہیں۔ ان کے بعد بعض لوگوں نے اسی بحث سے متعلق مولانا شاہ محمد جعفر سے جو مختلف سوال کئے تھے اور مولانا نے اُن کے جوابات دیئے تھے۔ یہ سب سوالات و جوابات بھی مقالات کے ساتھ شائع کردیئے گئے ہیں۔ اس طرح اسلام میں تعددِ ازدواج کے متعلق کوئی فقہی۔ معاشرتی۔ اخلاقی اور قانونی نکتہ ایسا نہیں ہے جو ان مضامین میں زیربحث نہ آگیا ہو۔ جہاں تک مسئلہ کی قانونی حیثیت کا تعلق ہے اس میں شبہ نہیں کہ تعددِ ازدواج صرف مباح اور جائز ہے۔ فرض یا واجب ہرگز نہیں ہے اور مباح کی نسبت اسلامی مُعاشرہ کو جس کی نمائندہ اسٹیٹ ہوتی ہے یہ حق حاصل ہے کہ وہ بعض خاص قومی مصالح کے پیشِ نظر

ہنگامی طور پر اس کو واجب یا ممنوع قرار دے دے ۔ مولانا شاہ محمد حنیف ندوی نے بھی یہی لکھا ہے اور اس کتاب کے دوسرے مضمون نگاروں کا رجحان بھی یہی ہے ۔ لیکن اس سلسلہ میں جو دلائل دیئے گئے ہیں ان سب سے اتفاق کرنا مشکل ہی ۔ بحث کا بڑا زور اس بات پر ہے کہ قرآن مجید میں تعدد ازدواج کی اجازت مطلق نہیں بلکہ مقید ہے اور قید بھی ایک نہیں بلکہ دو دو ۔ چنانچہ جس آیت میں یہ حکم ہے اس کا ترجمہ یہ ہے " اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے تو عورتوں میں سے جو تم کو پسند ہوں ان سے دو تین چار تک نکاح کر لو ۔ لیکن اگر تم کو یہ خطرہ ہو کہ تم اُن کے درمیان عدل قائم نہیں رکھ سکو گے تو ایک ہی بیوی پر قناعت کرو " اس آیت میں تعدد ازدواج کی اجازت کے دو شرطیں ہیں ۔ ایک یہ کہ تم یتیموں کے معاملے میں انصاف نہ کرو " اور دوسری یہ کہ تم ایک سے زائد بیویوں میں عدل قائم رکھ سکو " مولانا ان شرطوں سے نتیجہ نکالتے ہیں اگر یتامیٰ کا معاملہ کوئی اجتماعی و قومی پرابلم (PROBLEM) نہ ہو یا اس مسئلہ کو کسی اور بہترین طریق پر حل کیا جا سکے ' اور نیز " بیویوں کے درمیان عدل کا یقین نہ ہو تو تعدد ازدواج کی اجازت نہیں " (ص ۶)

گذارش یہ ہے کہ اگر آیت کا مطلب اور شرطوں کا مفہوم یہی ہے جو مولانا نے سمجھا ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ عہدِ نبوت سے لے کر اب تک صحابۂ کرام ۔ بڑے بڑے اولیاء بزرگ ۔ علماء اور صلحاء جنھوں نے تعدد ازدواج پر عمل کیا ہے ان میں سے اکثر نے ناجائز اور حرام فعل کا ارتکاب کیا ہے ۔ کیونکہ یتیموں کا معاملہ جنگ ہی کے موقع پر پیش آتا ہی اور اغلب ہی کہ ان حضرات نے اس وقت تعددِ ازدواج پر عمل کیا ہوگا جبکہ جنگ نہ ہونے کی وجہ سے اس مسئلے کا سرے سے کوئی سوال ہی نہ ہوگا ۔ اسی طرح عدل کا معاملہ ہے ۔ کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس نے اپنی دونوں بیویوں میں عدل سو فیصدی قائم رکھا ہے ۔ ظاہر ہے جمہور امت گمراہ اور بدعمل نہیں ہو سکتی تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اچھا ! تو پھر آیت کا مطلب کیا ہے ؟ اور شرطوں سے کیا مقصد ہے ؟ گذارش یہ ہے کہ پہلی شرط شرطِ لازم نہیں ہے اور اس بنا پر مفہوم مخالف معتبر نہیں ہی ۔ اس کی دوسری مثال قرآن مجید کی یہ آیت ہی :-

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا (تم اپنی باندیوں کو زنا کرنے پر

مجبور نہ کرو اگر وہ پاکدامن رہنے کا ارادہ کریں۔

ظاہر ہے اس آیت میں مفہوم مخالف کو معتبر مان کر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اگر باندیاں پاک دامن رہنے کا ارادہ نہ کریں تو تم اُن کو فعل حرام پر مجبور کرو۔ ہماری زبان میں اس کی مثال یہ فقرہ ہے ۔" اگر تمہارا جی گھبرائے تو باغ چلے جاؤ "۔ اس بنا پر آیت زیر بحث کا صحیح ترجمہ ہمارے نزدیک یہ ہوگا۔

" اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیموں کے معاملے میں انصاف نہیں کرسکو گے تو پھر وہ تین چار جتنی عورتوں سے تم چاہو اُن سے تو نکاح کر ہی سکتے ہو "۔

اس ترجمہ کی روشنی میں اب تعدد ازدواج کی اجازت معلق بالشرط نہیں رہی۔ اب رہی دوسری شرط، یعنی بیویوں میں قیام عدل تو حسب ذیل دو باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہیئے :۔

(۱) سو فیصدی عدل تو کوئی بھی نہیں کرسکتا۔ پھر جو چیز ممکن ہی نہیں ہے اُس کی شرط لگانے سے کیا فائدہ ؟

(۲) اور اگر بالفرض عدل ممکن بھی ہو تو قرآن میں فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا کہہ کر تعدد ازدواج کی اجازت کو عدل نہ کرسکنے کے عدم خوف پر موقوف کیا گیا ہے اور بڑے سے بڑا عادل بھی ایسا کون ہو جسکو اپنی نسبت کبھی عدل نہ کرنے کا خوف نہ ہو۔ اس بنا پر آیت کا مطلب یہ ہوا کہ دراصل تعدد ازدواج جائز ہی نہیں ہے کیونکہ اس کا جواز معلق بالمحال ہے۔

اصل یہ ہے کہ اوّل تو آیت میں اگرچہ لفظ خوف کا ہے مگر جیسا کہ ابو عبیدہ نے اپنی تفسیر مجاز القرآن میں تصریح کی ہے۔ مراد یقین ہے اور معنی یہ ہوئے " پس اگر تم کو یقین ہو "۔

دوسری چیز یعنی عدل کی نسبت گذارش یہ ہے کہ عدل کے اصل معنی " وضعُ الشئِ فی محلہ " ہیں۔ دونوں کے ساتھ بالکل یکساں معاملہ کرنا ہرگز عدل کا مقتضیٰ نہیں ہے۔ پھر اس موقع پر یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ یقین کا تعلق خود انسان کے قلب سے ہے۔ کوئی مُعاشرہ یا حکومت اس کا فیصلہ نہیں کرسکتی۔ اس بنا پر ایک شخص تعدد ازدواج کے بعد دونوں بیویوں کے ساتھ وضعُ الشئِ فی محلہ یعنی جیسا معاملہ جس کے

ساتھ چاہیئے) کرے گا یا نہیں یہ صرف اس شخص کا اپنا ذاتی معاملہ ہے۔ اگر اس کو عدم عدل کا یقین بھی ہو تب بھی کوئی دوسرا شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے تعدد ازدواج کی اجازت کی شرط نہ پائے جانے کی صورت میں دوسری شادی کی ہے۔ اس لئے جہاں تک اس شرط کا تعلق ہے اس کی بنیاد پر کوئی شخص کسی کے معاملہ میں دخل نہیں دے سکتا۔

اس بنا پر ہمارا خیال یہ ہے کہ قرآن میں تعدد ازدواج کی اجازت مطلق یعنی بلا شرط کے ہے۔ البتہ ہاں یہ صرف مباح ہے فرض اور واجب نہیں ہے اور اس لئے سوسائٹی کو حق ہے کہ بعض اہم ملی اور قومی مصلحتوں کے پیش نظر چند خاص خاص شرطوں مثلاً ڈاکٹری سرٹیفکٹ۔ عدالتی اجازت وغیرہ کے ساتھ اجازت کو مشروط کر دے مگر یہ سوسائٹی خالص اسلامی سوسائٹی ہونی چاہیئے۔

آخر میں ہم اس پر حیرت ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مولانا نے اپنے مقالات میں کئی جگہ لکھا ہے کہ "یتیم بے باپ اور بے شوہر دونوں کو کہتے ہیں"۔ معلوم نہیں بے شوہر کو یتیم کہنے کی سند کیا ہے؟ بے شوہر کی عورت کو عربی میں ایمہ کہتے ہیں جس کی جمع ایامیٰ قرآن میں کئی جگہ آئی ہے۔

بہر حال جن حضرات کو اس مسئلے سے دلچسپی ہو اُن کو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ موضوع بحث کے بہت سے گوشے سامنے آجائیں گے

(بشکریہ ہماری زبان یکم اپریل ۱۹۶۶ء)

اُردو عربی لغت

یہ شہرہ آفاق عربی اردو لغت مصباح اللغات کے مولف کی دوسری کاوش ہے جس میں اردو لفظوں کا عربی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے طلبۃ العلم کی عام ضرورتیں بڑی حد تک پوری ہوجائیں گی اور مدرسہ کے اُستادوں کو بھی اس سے قیمتی مدد ملے گی۔ ہزاروں الفاظ کا بے مثل مجموعہ۔ صفحات ۸۰۴۔ قیمت چھ روپے۔ مکتبہ بُرہان۔ اُردو بازار جامع مسجد دہلی